بسلسلۂ فتنۂ تکفیر

مولانا شبیر احمد عثمانی کا ایک خط اور اس پر تبصرہ

اشاعت گذشتہ میں تکفیر کے جس فتوے پر اظہار خیال کیا گیا تھا، اس کے متعلق جناب مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی کے ایک شاگرد نے ہم کو مولانا کی ایک تحریر لا کر دی ہے جس میں مولانا نے اپنی پوزیشن صاف کرنے کی کوشش فرمائی ہے۔ یہ تحریر دراصل ایک خط ہے جو مولانا نے اپنے ایک نیازمند خاص کو لکھا تھا، مگر جن صاحب کے ذریعہ سے یہ خط ہم کو ملا ہے ان کا بیان ہے کہ وہ مولانا سے اس کو شائع کرنے کی اجازت حاصل کر چکے ہیں۔ لہٰذا ہم یہاں اس کو درج کرنے کے بعد اس پر ایک مختصر تبصرہ کریں گے۔

جناب مولانا تحریر فرماتے ہیں۔

”مجھے اوروں سے بحث نہیں، اپنی عبارت سے سروکار ہے، سمجھ میں نہیں آتا کہ الاصلاح والوں نے سہام ملام کا ہدف مجھے ہی سب سے زیادہ کیوں بنا رکھا ہے میری عبارت پڑھ جائیے، نہ کسی خاص شخص کا نام ہے نہ مستفتی نے ہم کو جو استفتاء دکھلایا تھا اس میں مولانا حمید الدین اور علامہ شبلی کا نام تھا میں نے یہی لکھا ہے کہ اگر یہ خیالات و مقالات کسی شخص کے متعین ہو جائیں تو بیشک یہ الحاد و زندقہ ہے۔ ان سے احتراز واجب ہے۔ آسان بات تھی کہ یہ ثابت کر دیا جاتا کہ فلاں فلاں حضرات کے یہ عقائد نہیں، چلئے چھٹی ہوئی بلکہ کم از کم مجھکو اس سے کچھ تعرض نہ رہتا

بلکہ خوشی ہوتی، کیونکہ مستفتی صاحب کو معلوم ہے کہ میں نے اپنی عبارت ہی بحد کراہیت سے لکھی تھی۔ اپنا اصول یہ ہے کہ اس طرح کی بحثوں سے تا بحد امکان علیحدہ رہے۔

مولنٰا حمید الدین صاحب کی کتابیں میں نے نہیں دیکھیں۔ ایک مرتبہ سرسری ملاقات ہوئی ہے، زیادہ احوال معلوم نہیں ہوسکے آپ نے جو کچھ ان کی عبادت و زہد کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ اس کی تکذیب کی کوئی وجہ نہیں، نہ مزید شہادت کی ضرورت ہے، میں کم از کم اپنے سے زیادہ آپ کو ثقہ سمجھتا ہوں۔

البتہ اہل علم جانتے ہیں کہ ان احوال کو نفس کفر و ایمان کی اساسی بحث میں دخل نہیں۔ یہ احوال بعض اوقات ایمان شرعی سے مفارق بھی ہوسکتے ہیں! دیکھیے یہ ان پر تعریض نہ سمجھیے۔ میں عام مسئلہ کی حیثیت سے عرض کررہا ہوں۔ اب گذارش یہ ہے کہ الاصلاح والوں نے اپنے بعض رسائل اور اصل عبارات کی نقول میرے پاس بھیجی ہیں۔ مولنٰا حمید الدین فراہی کی جن دو عبارتوں پر مفتیان عظام نے تکفیر کی بنا رکھی تھی، میں غور و تامل کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا کہ سوءِ تعبیر اور سماجت عنوان سے یہ عبارات خالی نہیں لیکن موجب تکفیر نہیں ہوسکتیں۔ (واللہ تعالیٰ اعلم) رہا مصنف الکلام کا معاملہ تو میں نے انکی تصانیف خود پڑھی ہیں۔ بلاشبہ مستفتی نے بعض عبارات ایسی نقل کی ہیں جن میں ان کا عقیدہ مذکور نہ تھا بلکہ ملاحدہ کے اقوال تھے۔ مگر یہ دعویٰ کرنا درست نہیں کہ سب عبارات کا یہی حال ہے۔ میں خواہ مخواہ اس بحث کو طول دینا پسند نہیں کرتا۔ صرف الکلام صفحہ ۳۱ کی عبارت ذیل کی طرف توجہ دلاتا ہوں!

"وجود باری"

"خدا کے اثبات پر قدماء اس طرح استدلال کرتے تھے کہ عالم حادث ہے اور جو چیز حادث ہے یعنی ازلی نہیں ہے وہ کسی علت کی محتاج ہے اور یہی علت خدا ہے۔ اس استدلال

کا دوسرا مقدمہ بدیہی ہے۔ پہلے مقدمہ پر یہ استدلال کیا جاتا تھا کہ عالم میں تغیر ہوتا رہتا ہے اور جو چیز تغیر پذیر ہے وہ حادث ہے۔ یہ استدلال بظاہر نہایت صاف اور واضح تھا اور اس لیے اس کی زیادہ چھان بین نہیں کی گئی لیکن وہ فی الواقع صحیح نہ تھا تمام چیزیں جو عالم میں موجود ہیں، دو چیزوں کا مجموعہ ہیں، مادہ اور ایک خاص صورت۔ جو چیز بدلتی رہتی اور تغیر پذیر ہے وہ صرف صورت ہے، اصل مادہ ہمیشہ قائم رہتا ہے۔ کوئی چیز جب فنا ہوتی ہے تو صرف اس کی صورت فنا ہوتی ہے اصل مادہ کسی نہ کسی صورت میں ہمیشہ موجود رہتا ہے۔ ایک کاغذ کو جلادو، کاغذ جل کر راکھ ہو جائیگا۔ اب کاغذ فنا ہو گیا لیکن راکھ موجود ہے جو اصل مادہ کی ایک دوسری صورت ہے راکھ کو برباد کرو کسی نہ کسی صورت میں وہ قائم رہے گی، غرض جو چیز حادث ہے وہ صرف صورت ہے۔ اصل مادہ کے حادث ہونے پر نہ کوئی تجربہ پیش کیا جا سکتا ہے نہ کوئی استدلال قائم کیا جا سکتا ہے اس بنا پر عالم کو حادث کہنا صورت کے اعتبار سے صحیح ہے لیکن مادہ کے لحاظ سے صحیح نہیں اور جب عالم کا حدوث ثابت نہیں تو استدلال بھی صحیح نہیں ارسطو نے اسی اعتراض کے لحاظ سے استدلال کا دوسرا طریقہ اختیار کیا۔"

یہ عبارت کسی دوسرے کی نقل و حکایت نہیں نہ مجارات خصم کے لیے علی سبیل التنزل کسی چیز کو فرض کیا گیا ہے، بلکہ خود مصنف اپنی طرف سے تحقیق و تنقیح کر رہا ہے۔ اور دوسروں کے استدلال کو جو ایک صحیح مدعا کے ساتھ کیا جا رہا تھا اپنے مزعومات کی بنا پر رد کرنا چاہتا ہے یہی عبارت اس کی دلیل ہے کہ صفحہ ۴۵ کی عبارت ذیل میں جو چیز تسلیم کی ہے وہ محض بطور فرض محال نہیں لکھتے ہیں۔

"ہمکو اس سے انکار نہیں کہ عالم اجزائے دیمقراطیسی سے بنا ہے، ہمکو یہ بھی تسلیم ہے کہ عالم قدیم ہے، جیسا کہ خود مسلمانوں کے ایک بڑے فرقہ معتزلہ اور حکمائے اسلام فارابی، ابن سینا

اور ابن رشد کی رائے ہے۔ بلکہ جیسا کہ ابن رشد نے تلخیص المقال میں لکھا ہے خود قرآن مجید کی ان آیتوں سے (ان السموٰت والارض کانتا رتقا۔ وکان عرشہ علی الماء ثم استویٰ الی السماء وھی دخان) یہی متبادر ہوتا ہے۔ ہم یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ مادہ کے اجزا متحرک ہیں حرکت مادہ کی ذاتیات میں سے ہے مختلف قوانین قدرت ہیں جن کے موافق اجزا باہم ملتے ہیں۔ ترکیب پاتے ہیں اور پھر ان میں خاص خاص قویٰ اور خواص پیدا ہو جاتے ہیں۔ لیکن کائنات کا عقدہ ان باتوں سے بھی حل نہیں ہوتا۔"

کیا عبارات بالا کے خلاف کسی جگہ اپنی کسی پچھلی تصنیف میں مادہ اور حرکت وغیرہ کے حدوث کی تصریح کی ہے اور اس خیال سے رجوع کر لیا ہے کم از کم میری نظر سے نہیں گذرا۔ اگر ایسا ہوا ہو تو انتہائی مسرت وطمانیت کا موجب ہے۔ غرض آنی ہے کہ تکفیر مسلم میں (معاذ اللہ) بندہ کو کوئی دلچسپی نہیں نہ میں اشخاص خصوصاً مشاہیر کی بحث میں الجھنا چاہتا ہوں الا یہ کہ ملجا و مکرہ کی حد تک پہنچا دیا جاؤں۔ اگر یہ شغل محبوب ہوتا اور بریلویوں کا رنگ (خدا نکردہ)، قبول کر لیا جاتا تو اس داستان کو طویل بنا لینا کچھ مشکل نہ تھا۔ جو دلخراش جملے اور تفرعن آمیز تلمیحات جرائد میں الاصلاح والوں کی طرف سے استعمال ہو رہی ہیں وہ اللہ کے سپرد ہیں وہ ہی ہماری سب کی نیات پر مطلع ہے اور بندہ بھی باوجود خاطی و عاصی ہونے کے کچھ نہ کچھ خوف خدا دل میں رکھتا ہے۔ ساتھ ہی کسی کی مدح سرائی کی تمنا یا تجہیل تحمیق کا اندیشہ الحمدللہ اظہار حق میں کبھی مانع نہیں ہوا۔ اور اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ آیندہ بھی مانع نہ ہو۔"

[اس تحریر میں صرف ایک چیز ہے جس کو دیکھ کر ہمیں خوشی ہوئی، اور وہ یہ ہے کہ جناب مولنا نے کم از کم مولنا حمید الدین فراہی کے متعلق یہ تسلیم فرما لیا کہ انکی جن عبارات پر تکفیر کا فتویٰ دیا گیا تھا وہ بجائے خود موجب تکفیر نہیں۔ والحمدللہ علیٰ ذالک۔